محترم شاہ بلیغ الدین

جنگِ یمامہ

عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ کیلئے اولین جہاد کرنے والے صحابہ کرام

حضور اکرم ﷺ کی رحلت کے ساتھ ہی جو سب سے بڑا فتنہ اٹھ کھڑا ہوا وہ اسلام لا کر پلٹ جانے والوں کا فتنہ تھا۔ ان میں بنو حنیفہ سب سے آگے آگے تھے۔ اُن کی تعداد بھی زیادہ تھی اور اُن کے پاس مال و اسباب بھی خوب تھا۔ اس لئے سارے عرب میں مرتدین کی کوئی بغاوت اتنی خطرناک نہیں تھی جتنی مسیلمہ کذاب کی۔ جب حضرت عکرمہ اور حضرت شرحبیل بن حسنہ رضی اللہ عنہما سے کام نہ بنا تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو خاص طور پر اس مہم کے لئے نامزد فرمایا۔ احتیاط کا یہ تقاضا تھا کہ اسلامی لشکر کی حفاظت کا زیادہ سے زیادہ سامان کیا جائے چنانچہ حضرت سلیط رضی اللہ عنہ (۱) کو بھی کمک دے کر روانہ کیا گیا۔ انہیں حکم ملا کہ:

"خالد کے لشکر کے پیچھے پیچھے رہو اور پوری طرح چوکس تاکہ دشمن مسلمانوں کے پیچھے سے حملہ نہ کر سکے (۲)۔

وادیٔ ریاض میں عقرباء کے مقام پر مسیلمہ اور حضرت خالد کا مقابلہ ہوا۔ اہلِ یمامہ کے پاس بہترین ہتھیار تھے۔ جس میدانِ جنگ کا انہوں نے انتخاب کیا تھا اس کے چپے چپے سے وہ خوب واقف تھے۔ ان کے مورچے بنے ہوئے تھے اور انہیں معلوم تھا کہ مسلمانوں کو گھیرے میں لینے کے لئے کس طرف دھکیلنا بہتر ہوگا۔ (۳)

حضرت خالد نے بُطاح کے مقام پر کچھ دیر رُک کر اپنی فوج کا معائنہ کیا۔ کچھ ہدایات دیئے اور آگے بڑھ گئے۔ (۴)

مسیلمہ کا ایک ہراول دستہ جو شبخون مارنے نکلا تھا یمامہ کی گھاٹی کے پاس پکڑا گیا۔ اس جھڑپ میں مُجّاعہ مسلمانوں کے ہاتھ آیا جسے چھڑانے کے لئے اہلِ یمامہ بڑے بیقرار تھے۔

مسلمانوں کا علم عبداللہ بن حفص کے پاس تھا ادھر زید بن خطاب اور ابو حذیفہ بڑھ بڑھ کر مسلمانوں کو لڑا رہے تھے (۵) ادھر محکم اور رجال مسیلمہ کے دو بڑے جنرل اپنا سارا زور اس بات پر صرف کر رہے تھے کہ ان کی فوجیں جلد سے جلد حضرت خالد بن ولید کے خیمے تک پہنچ جائیں کیونکہ مُجّاعہ یہیں قید تھا۔ (۶) مسیلمہ کا حکم تھا کہ:

"یمامہ کے اس سردار کو بہر صورت مسلمانوں کی قید سے چھڑا لایا جائے"۔

لڑائی زوروں پر تھی کبھی مسلمان اہلِ یمامہ پر بھاری نظر آتے کبھی مسیلمہ کی فوج مسلمانوں کو ان کے خیموں تک دھکیل دیتی۔ ایک ایسے ہی معرکے میں دشمن حضرت خالد بن ولید کے خیمے تک پہنچ گئے۔ مُجّاعہ ان کی آنکھوں کے سامنے تھا۔ چاہتے تھے اس کی رسیاں کاٹ کر چھڑا لے جائیں کہ حضرت خالد اس موقع پر پہنچ گئے۔ خالد سیف اللہ تھے۔ اہلِ یمامہ ان کے نام سے ہی خوف کھاتے تھے۔ جب انہوں نے کا نعرہ توحید لگایا تو دشمن کچھ ایسے گھبرائے کہ مُجّاعہ کو چھوڑ پیچھے ہٹ گئے۔ بس دشمن کی یہ جھجک حضرت خالد کے لئے کافی تھی۔ زید بن خطاب، ثابت بن قیس، ابو حذیفہ، براء اور ابو دجانہ رضی اللہ عنہم کو لے کر انہوں نے جوابی حملہ کیا اور اس زور و شور سے کہ

دشمن دبنے لگا۔ جان یا آن کا معاملہ تھا۔ اللہ کے سپاہیوں نے بڑھ چڑھ کر جان کی بازی لگا دی۔ ثابت بن قیس پکارے کہ: "مسلمانو! تم اللہ والے ہو اور یہ شیطان کے پیرو۔ غلبہ اللہ والوں کے لئے ہے آؤ (۷) میرے ساتھ دیکھو میں کیسا لڑتا ہوں! اور مسلمانوں نے دیکھا کہ اللہ کا یہ سپاہی یوں دشمنوں پر ٹوٹ پڑا جیسے بجلی ٹوٹتی ہے۔"

ادھر ابو حذیفہ چلائے کہ: "اے قرآن والو! اپنے عمل سے قرآن کو زینت دو"۔ اور اپنے عمل سے قرآن کو زینت دینے کے لئے جان کی بازی لگا دی۔ بنو حنیفہ کے ایک بہت بڑے گروہ نے انہیں گھیر لیا یہاں کیا دیر تھی چاروں طرف تلوار مارتے تھے۔ پھر کر جب بھی پینترا بدلتے دشمن دہشت سے گر پڑتے۔ یوں اسلامی لشکر ان جیالوں کی قوت بازو کے بل پر آہستہ آہستہ بڑھنے لگا لیکن بڑی بھاری قیمت پر ابو حذیفہ شہید ہوئے۔ زید بن خطاب شہید ہوئے۔ عبداللہ بن حفص شہید ہوئے۔

اب حضرت خالد نے اعلان کیا کہ: "ہر قبیلہ الگ الگ ہو کر لڑے دیکھیں آج کون دشمن پر پہلے قابو پاتا ہے"۔

جنگ کی بھٹی بری طرح سلگ گئی اور مسلمانوں نے دشمن کو تلوار کی نوک پر دھر لیا۔ (۸) ایسے کہ بنو حنیفہ کا کس بل جواب دے گیا۔

حضرت خالد نے دیکھا جنگ کا پانسہ پلٹ رہا ہے تو اپنے خاص دستے کو حکم دیا کہ: "تیزی سے میرے ساتھ آگے بڑھو! دیکھتے رہنا کہ کوئی مجھ پر پیچھے سے وار نہ کرے"!

اور اب جو سیف اللہ کے جوہر کھلے تو دشمن مبہوت ہو گیا۔ خالد دائیں بائیں ہاتھ چلاتے آندھی کی طرح آگے بڑھے۔ زبان پر رجز جاری تھا کہ: "میں سرداروں کا فرزند ہوں۔ مقابل پر جب میری تلوار اٹھتی ہے خون فشاں ہو جاتی ہے"۔

وہ چاہتے تھے جنگ جلد سے جلد ختم ہو جائے۔ اس کی ایک ہی صورت تھی کہ مسیلمہ کا خاتمہ کر دیا جائے۔ اپنے مٹھی بھر ساتھیوں کو لے کر خالد دشمن کے قلب۔ لشکر پر ٹوٹ پڑے۔ دیکھا مسیلمہ گھوڑے پر سوار اپنے فدائیوں میں گھرا ہوا ہے تو انہوں نے اس کے جاں نثاروں کا حلقہ توڑا اور مسیلمہ کو للکارا۔ یہ سب کچھ اس قدر تیزی سے ہوا کہ مسیلمہ کے حواری سنبھل نہ سکے۔ حضرت خالد نے دیکھا کہ ایک چھوٹے سے قد، (۹) پیلی رنگت اور عورتوں کے سے ناک نقشے کا آدمی سامنے ہے تو پکارے: "مسیلمہ! آ جا دو دو ہاتھ ہو جائیں"!

مسیلمہ نے دیکھا خالد کی تلوار ہوا میں لہرا رہی ہے تو سمجھ گیا موت سر پر کھیل رہی ہے۔ (۱۰) چاہتا تھا صلح کی کچھ شرائط پر بات چیت کرے کہ حضرت خالد اس پر جھپٹ پڑے۔ مسیلمہ اور اس کے ساتھی جان بچا کر بھاگے۔ حکم چلایا کہ: "باغ میں گھس جاؤ، باغ میں"!

بنو حنیفہ پاس کے ایک باغ میں گھس گئے اور دروازہ بند کر لیا۔

حضرت براء اور حضرت ابو دجانہ یہ دیکھ کر فصیل پر چڑھ گئے اور باغ میں کود پڑے۔ (۱۱) دشمنوں کے بیچ میں! موت کے منہ میں! اللہ رے جگر داری دشمن بھی دنگ ہو گئے۔ بڑا گھمسان کا رن پڑا۔

مسلمانوں نے اپنے ساتھیوں کی یہ جرأت اور ہمت دیکھی تو ان کے دل بڑھ گئے۔ خود بھی باغ میں کود پڑے

اور اب جو میدان جنگ گرم ہوا تو مسلمانوں کی تلواروں سے خون ٹپکتا تھا۔ آخر بنو حنیفہ نے ہتھیار ڈال دیئے۔ وہ باغ جس میں یہ لوگ جان بچا کر گھس گئے تھے بعد میں حدیقۃ الموت کہلایا۔ (۱۲) یہیں محکم کو حضرت عبد الرحمن بن ابوبکر نے قتل کیا اور مسیلمہ حضرت وحشی کے ہاتھوں مارا گیا۔ وحشی اس لڑائی میں خاص طور پر اس لئے شریک ہوئے تھے کہ مسیلمہ کو مار کر حضرت حمزہ کو شہید کرنے کا کفارہ ادا کریں۔ (۱۳)

جنگ ختم ہوئی تو یمامہ کے ہر گھر میں صف ماتم بچھ گئی۔ ان کے اکیس ہزار آدمی مارے گئے تھے۔ نصف سے زیادہ لشکر! (۱۴) مسلمانوں نے پھر ایک بار ثابت کر دکھایا کہ قوت ایمانی کے آگے نہ تعداد کی کثرت کوئی چیز ہے نہ تیغ و سناں کی بہتات کوئی چیز۔

حاشیے۔

۱۔ حضرت سلیط حضرت اسعد بن زرارہ کے بھانجے تھے۔ حضرت اسعد وہی تھے جنہوں نے مدینۃ النبی میں سب سے پہلے نماز جمعہ کا انتظام کیا۔

سلیط عہد نبوی ﷺ کی تمام مہموں میں شریک رہے۔ وہی ہوذہ بن علی والیٔ یمامہ کے پاس حضور رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نامۂ مبارک لے گئے تھے جس میں ہوذہ کو ایمان لے آنے کی دعوت دی گئی تھی۔ اس نے بڑی سرد مہری دکھلائی تھی۔ یمامہ کے دارالحکومت الحجر میں مسیلمہ رہتا تھا (موجودہ ریاض کے پاس)

حضرت سلیط واقعۂ جسر میں فرات کے پل کے پاس شہید ہوئے۔

۲۔ تاریخ طبری۔

۳۔ اپنے پسندیدہ محاذ پر لڑنا ایک ایسی برتری ہے جس پر لڑائی کے نتائج کا بڑا انحصار ہوتا ہے۔ مسیلمہ کو اس لڑائی میں یہ برتری حاصل تھی۔ اس کے پاس افرادی قوت بھی زیادہ تھی اور مسلمانوں کے مقابلے میں اس کی مالی حیثیت بھی بڑی مستحکم تھی۔ اس لئے ہتھیار اور رسد کی طرف سے اسے بے فکری حاصل تھی۔ ارتداد کے فتنے اور زکوٰۃ ادا کرنے سے انکار کر کے مدینہ سے باہر کے مسلمانوں نے اسلامی مملکت کے مالیاتی نظام کو سخت نقصان پہنچایا تھا۔ اس کے باوجود حضرت خالد نے لڑائی کا نقشہ اس طرح جمایا کہ دشمن اپنے دفاع کی ہر چال میں مات کھا گیا۔ مسلمانوں کو اس وقت سب سے بڑی طمانیت یہ تھی کہ وہ اللہ کی زمین پر فساد کے ایک بڑے مرکز کا خاتمہ کرنے اور کمزور عورتوں بچوں اور مردوں کو قرآن کے حکم کے مطابق بچانے نکلے تھے۔

۴۔ بطاح میں رک کر کمکی فوج کا انتظار کیا گیا تھا۔ اس کے آجانے کے بعد کوچ ہوا۔ یہ کمک حضرت سلیط لے کے آئے تھے۔

۵۔ دونوں مہاجرین کے دستوں کے سالار تھے۔ انصار کی کمان ثابت بن قیس کے ہاتھوں میں تھی۔

۶۔ وہ مسلمانوں کے ایک دستے سے جو بنو عامر پر مشتمل تھا اپنی پرانی رنجشوں کا بدلہ لینے نکلا تھا۔

۷۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: "میں سو رہا تھا تو میں نے دیکھا کہ میرے ہاتھ میں سونے کے دو کنگن رکھے ہیں۔ میں گھبرا گیا اور وہ مجھے پسند نہ آئے تو مجھے حکم ہوا کہ میں ان

پر پھونک ماروں میں نے پھونک ماری تو وہ اُڑ گئے۔

تعبیر اس کی یہ تھی کہ دو جھوٹے نبی نکلیں گے اور مارے جائیں گے۔ ایک اسود عنسی تھا جسے فیروز نے یمن میں قتل کیا دوسرا مسیلمہ کذاب تھا۔ (بخاری)

۸۔ جنگ کا پانسہ پلٹنے میں مجموعی طور پر بدری صحابہ کا زیادہ ہاتھ تھا۔

اس مہم کے لئے جب لشکر مرتب کیا جانے لگا تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے بطور خاص ایسے مجاہدوں کی بھرتی کی جو زیادہ سے زیادہ دین کی باتیں جانتے تھے۔ حافظوں اور قاریوں کی بڑی تعداد اس لڑائی میں شریک ہوئی تھی۔

۹۔ طبری۔ پست قد، زرد رُو اور نکٹا (ابن اثیر)

۱۰۔ حضرت خالد نے اسے انفرادی لڑائی کے لئے للکارا تھا۔ وہ مقابلے کے لئے نکلا تو لیکن صلح کی شرائط پر گفتگو کرتے کرتے حضرت خالد کی جست و خیز دیکھ کر اپنی جان بچا کر بھاگا اور لڑائی اب آخری مرحلے میں داخل ہو گئی۔

حضرت خالد نے جنگ کا پانسہ پلٹنے کے لئے تین تدبیریں اختیار کیں:۔

(ا)۔ قبیلہ داری بنیاد پر صف بندی کر کے مجاہدوں کے جذبات کو ابھارا۔

(ب)۔ خود مبارزت طلب کر کے اپنے ساتھیوں کی ہمت بڑھائی اور دشمن کے نبرد آزماؤں کو قتل کیا۔ اپنے بہادروں کو مارے جاتے دیکھ کر بنو حنیفہ کا حوصلہ گر گیا۔

(ج)۔ تیز و تند جارحانہ اقدام، جس کی وجہ سے دشمن باغ میں قلعہ بند ہونے کے باوجود بچ نہ سکا۔

۱۱۔ طبری (قوم یمامہ کے واقعات۔ براء بن مالک) ابن اثیر (خلافتِ راشدہ۔ جنگ یمامہ۔ براء بن مالک) اُسد الغابہ (جلد دوم صفحہ ۳۵۳ ابو دُجانہ)

۱۲۔ فتوح البلدان۔

مسلمانوں نے باغ کا دروازہ کھول دیا تھا اسکے بعد جو رن پڑا وہ یمامہ والوں کے لئے قیامت خیز ثابت ہوا۔

۱۳۔ بُخاری (باب مغازی)

۱۴۔ چھے سو ساٹھ مسلمان شہید ہوئے (ابن اثیر)

مسلمانوں کا سب سے بڑا نقصان یہ ہوا تھا کہ لڑائی میں ستر حفاظ اور قاری شہید ہوئے۔

حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ اسی سانحے کے بعد کلام اللہ کتابی صورت میں جمع کیا گیا۔ یہ خیال حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ذہن میں آیا۔ (ابو داود۔ بخاری)

ڈوزی نے لکھا ہے باغ موت میں دس ہزار مرتدین مارے گئے۔ یہ جملہ مقتولین کی تعداد نہیں ہے۔

مرتدین کے بارے میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ جو احکامات تھے اس میں ڈوزی نے تحریف کی ہے اور لکھا ہے کہ مرتدین کو تلوار سے آگ سے اذیت دے کر بے رحمی سے ہلاک کیا جائے۔

تاریخ مسلمانانِ اسپین کتاب اول فصل دوم۔

اسلام اذیت سے ہلاک کرنے کو سخت منع کرتا ہے حضرت ابوبکر نے ایسا کوئی حکم نہیں دیا تھا۔